QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com
الأمیر

عہدِ رسالت ﷺ میں جمعِ قرآن اور کتابتِ وحی کے لیے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمات؛ایک تجزیاتی مطالعہ

The collection of the Qur'an in the prophetical life & the services of Syed Amir Muawiya (R.A.) for writing of revelation

Syed Ashfaq Ahmad

Ph.D Scholar, NCBA&E Sub Campus Multan Email:

engrashfaqahmad3451@gmail.com

Dr. Muhammad Muawia

Assistant Professor, Institute of Southern Punjab, Multan Email:

muhammadmuawia@isp.edu.pk

At the time of the revelation of the Qur'an, however, there was lack of inventions. Pens and paper were hardly available, but people were familiar with the ways of writing books in those days. There were also paper industries and Yahood & Nasara had written Books of theirs. Allah Ta'ala has taken responsibility for the safety of the Holy Qur'an. This responsibility for the safety of the Holy Quran is in two ways. Either in the form of a memorizer or in a book form, the process of writing the Holy Quran had started during the era of Prophet Muhammad (ﷺ) When a verse was revealed to him(ﷺ), he called the writers of revelation and write down that verse, The Holy Quran was written on palm branches, bones, stones and pieces of leather. The complete Qur'an was written during the Prophet's era, to keep the Qur'an safe, the writing of the Qur'an was arranged very carefully, Some of the Companions were dedicated to write the Revelation, who used to write down the Revelation, At the time of the revelation of each verse, he used to collect it in order. Hazrat Abu Bakr Siddique, Hazrat Umar, Hazrat Usman Ghani, Hazrat Ali, Hazrat Zaid bin Thabit, Hazrat Ameer Muawiya, Hazrat Thabit bin Qais and Hazrat Khalid bin Walid are among those who wrote the Holy Quran. The position and rank of these writers of revelation is very high, these writers of revelation are highly praised in the Holy Quran, Hazrat Ameer Muawiya also has a very high position among

these writers of revelations, who were dedicated to the writings of revelations. After accepting Islam, Ameer Muawiyah stayed with the Prophet, and always remains forefront to write the revelation, many reliable hadiths are witnesses to this, these services of Hazrat Ameer Muawiya for writing revelations are great pride for Muslims.

Keywords: Holy Quran, verses, revelation, collection, dedicate, Write, Hazrat Ameer Muawiya

تمہید:

چالیس برس کی عمر مبارک میں باری تعالیٰ نے فرائض نبوت سے سرفراز کیا تو آپ ﷺ پر مکّہ سے تین میل پر غار حرا میں پہلی وحی کا نزول ہوا۔ نزول وحی کا یہ سلسلہ کم وبیش تیئس برس جاری رہا، نزول قرآن کے لیے جبرائیل امین کبھی پیکر انسانی میں ظاہر ہوکر قرآن کریم کی تلاوت فرماتے اور نبی اکرم ﷺ اسے یاد فرمالیتے اور کبھی جبرائیل امین آپ ﷺ کے قلب اطہر پر کلام ربّانی کا نزول فرماتے۔ نزولِ قرآن کے بعد سب سے اہم مرحلہ قرآن کریم کی حفاظت کا تھا۔ اللہ رب العزت نے حفاظتِ قرآن کا ذمہ اپنے سر لے لیا تھا اور اس کے لیے اسباب کے درجہ میں جو اقدامات ہوسکتے تھے عہد رسالت میں وہ اختیار کیے گیے، ان میں ایک حفظِ قرآن تھا یعنی صحابہ کرام قرآنی آیات کو یاد کر لیے اور اپنے حافظے کو بروے کار لا کر قرآن کو اپنے سینوں میں محفوظ کرتے جارہے تھے۔ اس کے ساتھ حفاظت کی غرض سے دوسرا قدم جو اٹھایا گیا وہ قرآن کریم کی کتابت کا تھا۔ جناب نبی کریم ﷺ نے وحی کے نازل ہونے کے ساتھ ہی اس کی کتابت کا اہتمام کر لیا تھا، چنانچہ جیسے ہی قرآنی آیات نازل ہوتی آپ ﷺ متعین کاتبِ وحی کو بلا کر لکھوا لیتے اور ساتھ ہی یہ ہدایت بھی جاری فرمادیتے کہ یہ آیات مبارکہ کون سی سورۃ کی، اور کس مقام کی ہیں، چنانچہ نزول مکمل ہوا تب قرآن کی کتابت اور ترتیب بھی مکمل ہوگئی تھی۔ حفاظتِ قرآن کے اس اہتمام کے بعد سب سے اہم توجہ کا مرکز کاتبین وحی تھے۔ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف اوقات میں کاتبین وحی مختلف رہے اور ان کی تعداد چالیس تک پہنچتی ہے جو یہ ذمہ داری سرانجام دیتے رہے۔ یہ چنیدہ صحابہ کرام تھے اور ان چالیس کا انتخاب نبی کریم ﷺ کی جانب سے کیا گیا تھا۔

ان کاتبین وحی میں سے ایک اہم نام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (متوفی:60ھ) کا ہے، حضرت امیر معاویہ اسلام لانے بعد سے آپ ﷺ کی حیات مبارکہ تک آپ کے ساتھ رہے، اور آپ ﷺ کے لیے مختلف ذمہ داریاں ادا کرتے رہے، انہیں ذمہ داریوں میں سے ایک قرآن کریم کی کتابت بھی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو قرآن کریم کی کتابت کا شرف بھی حاصل بلکہ یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ ﷺ نے آپ کو لکھنا سکھایا۔ اس تحقیقی مضمون میں اس امر پر تفصیل سے روشنی ڈالی جارہی ہے کہ عہد رسالت میں کتابت قرآن کس انداز سے تھی اور اس کتابت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کیا خدمات رہی۔

جمع القرآن احکامات الہیہ کی روشنی میں:

جب وحی الہٰی کا نزول ہوتا تو آپ ﷺ اسے محفوظ کرنے کے لیے قرآن کریم کے الفاظوں کو دہراتے رہتے کہ کہیں جبرائیل امین چلے جائیں اور مبادا قرآن کریم کے یہ الفاظ حافظہ میں محفوظ نہ رہیں اور حفظ وضابطہ تحریر کے لانے میں دقت ہو۔اس پر اللہ تبارک تعالیٰ کی جانب سے تنبیہ آگئی کہ وحی کے آنے پر فکر مند ہو کر ساتھ ساتھ پڑھنے کی ضرورت نہیں بلکہ صرف آپ دھیان سے سماعت فرمائیں قرآن کریم کو آپ کے ذہن نشین کرانا اور اس کے مطالب کو واضح کرنا یہ محض اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ اپنی قدرت کاملہ سے یہ دونوں کام کردے گا جیسا کہ، سورۃ القیامہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ0اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَه0فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ0ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ"[1]

" نزول قرآن کے وقت آپ اپنی زبان کو حرکت نہ دیں کہ اسے جلدی یاد کرلیں،اس کا جمع کرانا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے پھر جب ہم اسے پڑھائیں تو آپ پیروی کریں ہماری پڑھائی کی پھر اس کی وضاحت کرنا ہماری ذمہ داری ہے"

امام بخاریؒ مندرجہ بالا آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

"وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:كَانَ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ، فَقِيلَ لَهُ{لاَ تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ}يَخْشَى أَنْ يَنْفَلِتَ مِنْهُ،{إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ}وَقُرْآنَهُ ، أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُ، أَنْ تَقْرَأَهُ {فَإِذَا قَرَأْنَاهُ}يَقُولُ: أُنْزِلَ عَلَيْهِ: {فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ}أَنْ نُبَيِّنَهُ عَلَى لِسَانِكَ "[2]

"حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ جب جبرائیل امین حضور کے پاس وحی لیکر آتے تو (آپ نزول وحی کے دوران) اپنی زبان اور ہونٹوں کو حرکت دینے لگتے (تاکہ یہ الفاظ یاد کرلیں) یہ صورتحال آپ کو مشقت میں ڈال دیتی جو آپ کے چہرہ مبارک پر عیاں ہو جاتی تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لاتحرک لسانک "لتعجل بہ"۔"وقرانہ "یعنی ارشاد باری تعالیٰ کہ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم قرآن کو آپ کے سینے مبارک میں محفوظ کریں گے اور آپ کو یاد کرائیں گے لہذا جب ہم اسے نازل کریں تو آپ غور سے سماعت کریں اور اس کے بعد اس کی تلاوت کریں پھر اسے ہم آپ پر بیان بھی فرمائیں گے"

---

[1] Al-Qiyāmah:16,17,18

[2] Imām Bukhārī, Saḥiḥ al Bukhārī, Kitāb Tafsīr ul Qurān, (Beirut:2020 AD), Hadith No.4928

یعنی اس کا آپ کو بیان سکھائیں گے اور آپ پھر اسے اپنی زبان سے لوگوں کو سنائیں گے اس حکم کے بعد جب جبرائیل علیہ السلام وحی لیکر آتے تو آپ ﷺ گردن جھکا کر توجہ سے سماعت فرماتے جب جبرائیل علیہ السلام واپس چلے جاتے تو آپ ﷺ اسے پڑھتے جیسے اللہ تعالی نے آپ کو اس آیت میں حکم فرمایا۔ مندرجہ بالا معروضات کی روشنی میں کہ قرآن کریم کی محفوظیت کی ذمہ داری اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے، اس میں قرآن کا حفظ کرنا بھی شامل اور کتابی شکل میں محفوظ ہونا بھی۔ قرآن کریم میں متعدد جگہ پر لفظ وحی کے نزول کے ساتھ ساتھ لفظ کتاب کا بھی ذکر بیان کیا گیا ہے جیسا کہ سورۃ الکھف میں بیان کیا گیا کہ:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا"[3]

"تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے اپنے بندہ پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں ذرا بھی کجی پن نہیں"

اسی طرح قرآن کریم میں ایک اور جگہ سورۃ آل عمران میں میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ اَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ"[4]

"اس نے سچائی کے ساتھ آپ پر کتاب نازل فرمائی جو اس سے پہلے (والی آسمانی کتب) کی تصدیق کرتی ہے اوراس نے تورات وانجیل کو اتارا"

اگر ہم سورۃ البقرۃ کی پہلی آیت کو دیکھیں تو اس میں بھی لفظ کتاب کو دہرایا گیا ہے۔

"ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ"[5]

"یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے اس میں ہدایت ہے متقیوں کے لئے"

اس آیت میں بھی قرآن وحی کے بجائے قرآن کتاب کا ذکر ہے۔

"رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً"[6]

"اللہ تعالیٰ کی جانب سے پڑھتا ہے رسول پاکیزہ صحیفے"

مندرجہ بالا آیت کی وضاحت اس طرح سے ہے کہ کفار کا مطالبہ یہ ہے کہ ہم سے اگر منوانا ہے تو پھر اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے کوئی فرشتہ اس طرح آئے کہ اچھوتے اوراق پڑھتا ہوا نازل ہو جس میں قطعی احکام لکھے ہوں۔ صحیفہ ورق کے معنی میں بھی بیان کیا جاتا ہے۔ مذکورہ آیت میں بھی صحیفے کا لفظ بیان ہوا یعنی لکھے ہوئے اوراق، قرآن کریم کے یہ الفاظ بھی اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ کلام الٰہی کو جو وحی کی شکل میں نازل ہوا انہیں اوراق کی شکل میں لکھ لیا گیا تب ہی یہ قرآن نے صحیفے کا لفظ استعمال کیا۔ اسی طرح احادیث نبوی ﷺ سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہوتی ہے کہ کتابت قرآن کا سلسلہ آپ کے عہد مبارک میں ہو چکا تھا۔

---

[3] Al-Kahf: 1.

[4] Āl-i-ʻimrān: 3.

[5] Al-Baqarah: 2.

[6] Al-Bayīnah: 2.

جمع القرآن احکامات رسول ﷺ کی روشنی میں: جس طرح سے قرآن کریم کی آیات مبارکہ میں کتابت قرآن کی جانب اشارہ کیا گیا ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا، اسی طرح سے ذخیرہ احادیث میں سے بہت سی روایات ملتی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کتابت وحی کا آغاز آپ ﷺ کے احکامات کی روشنی میں کر دیا گیا تھاہاں اتنا ضرور ہے کہ نزول قرآن کے کچھ وقفہ کے بعد کتابت قرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا تھانزول قرآن کے فوراًبعد کتابت نہ شروع کرنے میں ایک حکمت پوشیدہ تھی جس کا ذکر علامہ زرکشی نے اپنی مشہور تالیف البرھان فی علوم القرآن میں فرمایا:

" أَنَّ الْقُرْآنَ كَانَ عَلَى هَذَا التَّأْلِيفِ وَالْجَمْعِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّمَا ،تَرَكَ جَمْعَهُ فِي مُصْحَفٍ وَاحِدٍ لِأَنَّ النَّسْخَ كَانَ يَرِدُ ، عَلَى بَعْضٍ فَلَوْ جَمَعَهُ ثُمَّ رُفِعَتْ تِلَاوَةُ بَعْضٍ لَأَدَّى إِلَى الِاخْتِلَافِ وَاخْتِلَاطِ الدِّينِ فَحَفِظَهُ اللهُ فِي الْقُلُوبِ إِلَى انْقِضَاءِ زَمَانِ النَّسْخِ ثُمَّ، وُفِّقَ لِجَمْعِهِ الخلفاء الراشدين"[7]

"کہ قرآن اسی ترکیب اور مجموعے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھا۔عہد رسالت میں قرآن کریم کو ایک صحیفے کی صورت میں جمع نہ کرنے کی ایک وجہ یہ تھی کہ قرآن کریم کی بعض آیات منسوخ ہورہیں تھیں اگر قرآن کریم کو ایک صحیفے کی صورت میں جمع کر لیا جاتا تو بعد میں جو آیات منسوخ ہوتیں اس سبب دین میں اختلاف واختلاط پیدا ہو جانے کا اندیشہ تھا، زمانہ نسخ تک اللہ تبارک تعالیٰ نے قرآن کریم کو دلوں میں محفوظ کروایا، پھر خلفائے راشدین کو جمع قرآن کی توفیق بخشی"

اب وہ احادیث نبوی ﷺ پیش نظر ہیں جو عہد رسالت میں لکھے ہوئے قرآن پر دلالت کرتی ہیں۔اسی حوالہ سے تاریخ ابن عساکر میں ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ:

" عن أبي أمامة عن النبي ﷺ قال اقرءوا القرآن فإن الله لا يعذب قلبا وعى القرآن "[8]

"ابو امامہ نبی اکرم ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ: قرآن کریم پڑھو پس بیشک اللہ تعالیٰ اسے عذاب نہیں دے گا جس کے دل میں قرآن بسا ہے"

حکیم بن حزم نے ایک روایت بیان کی ہے اور یہ روایت بھی ثابت کرتی ہے کہ قرآن کریم زمانہ رسول میں کتابی صورت میں موجود تھا۔

"عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَهُ وَالِيًا إِلَى الْيَمَنِ قَالَ : لاَ تَمَسَّ الْقُرْآنَ إِلاَّ وَأَنْتَ طَاهِرٌ، هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الإِسْنَادِ"[9]

---

[7] Al-Zarkashī, Al Burhān fi Ulūm ul Qurān, (Beirut: Dar ul Fikr, 1994 AD), 1/235.

[8] Ibn ʻasākir, Tarīkh Ibn ʻasakir, ((Beirut: Dar ul Fikr, 1994 AD), 62/7.

Ibn ʻasākir, Tarīkh Ibn ʻasakir, ((Beirut: Dar ul Fikr, 1994 AD), 62/7.

[9] Imam al Ḥākim, Al Mustadrak ʻala al Saḥīḥayn, (Beirur: Dar ul Mʻrifa), Hadith No.6051.

حکیم بن حزم بیان فرماتے ہیں کہ جب انہیں یمن کی طرف بھیجا گیا تو فرمایا کہ قرآن کریم کو بغیر طہارت کے مت چھونا۔

ان احادیث نبویہ ﷺ سے واضح ہو جاتا ہے کہ خلفائے راشدین کا دور شروع ہونے سے پہلے قرآن کریم جمع کر لیا گیا تھا اور جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

"عن أنس قال: جمع القرآن على عهد رسول الله صلّى الله عليه وسلّم أربعة كلهم من الأنصار أبيّ بن كعب ومعاذ بن جبل و أبو زيد وزيد يعني ابن ثابت"[10]

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چار افراد نے قرآن جمع کیا جو تمام انصار تھے ابی بن کعب و معاذ بن جبل و ابو زید اور زید یعنی ابن ثابت۔

آپ ﷺ کے عہد رسالت میں جمع و تدوین قرآن پاک کی ترتیب یہ رہی کہ آنحضرت ﷺ کی نگاہ مبارک لوح محفوظ کی ترتیب پر رہی جب بھی کوئی آیت نازل ہوتی آپ ﷺ اسے لوح محفوظ کی ترتیب کے مطابق جمع کرا دیتے اور جو نفوس قدسیہ کتابت کے مقدس فرائض سرانجام دیتے تھے انہیں فرما دیتے کہ اس آیت کو فلاں سورۃ میں فلاں آیت کے بعد رکھو جیسا کہ خازن نے لباب التاویل فی معانی التنزیل میں ایک روایت بیان کی۔

"خليفة رسول رب العالمين صلّى الله عليه وسلّم أبي بكر فدعوا إلى جمعه، فرأى في ذلك رأيهم فأمر بجمعه في موضع واحد باتفاق من جميعهم، فكتبوا كما سمعوه من رسول الله صلّى الله عليه وسلّم من غير أن قدموا أو أخروا شيئا ووضعوا له ترتيبا لم يأخذوا من رسول الله صلّى الله عليه وسلّم وكان رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يلقن أصحابه ويعلمهم ما ينزل عليه من القرآن على الترتيب الذي هو الآن في مصاحفنا بتوقيف جبريل عليه السلام إياه على ذلك، وإعلامه عند نزول كل آية أن هذه الآية، تكتب عقب آية كذا في سورة كذا"[11]

"انہیں (قرآن کریم) جمع کرنے کے لیے خلیفہ رسولِ رب العالمین ﷺ ابو بکر نے بلایا۔ آپ نے اس کے بارے میں ان (صحابہ) کی رائے دیکھی تو حکم دیا کہ ان سب سے اتفاق کے ساتھ (قرآن کو) ایک جگہ جمع کر لیا جائے، اسے ایسے لکھو جیسے تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کچھ بھی آگے پیچھے کیے بغیر، انہوں نے ترتیب یہ رکھی (بتلائی) اس کے لیے کہ اسے چھوڑ دو جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں وہ (ترتیب ہو) ہو جو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ اور جاننے والوں کو بتلائی جو یہ قرآن آپ ﷺ پر نازل ہوا، اس ترتیب پر (لکھو) جس پر اس وقت میں (یہ قرآن) ہمارے مصاحف میں ہے (ترتیب)

[10] Imam Khāzan, Lubāb al T'awīl fi M'ani al Tanzīl, (Beirut: Dar al Kutub ul 'Ilmiya, 1994 AD), 1/7.
[11] Imam Khāzan, Lubāb al T'awīl fi M'ani al Tanzīl, (Beirut: Dar al Kutub ul 'Ilmiya, 1994 AD), 1/9.

توقیفی پر، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے مطابق ہر آیت نزول کے وقت نشادہی کی ہے کہ اس آیت کو لکھیں اس آیت کے بعد میں (اور) اس سورۃ کے بعد"

بیان کردہ روایت کا یہ حصہ کہ حضرت جبرائیلؑ کا نزول آیت کے وقت میں نشاندہی کرنا کہ اس وقت میں نازل ہونے والی آیت کو اس آیت اور اس سورۃ کے بعد میں لکھیں سابقہ روایات کی تائید کرتی ہے۔ یقیناً آپ ﷺ کے عہد میں حفظ کے ساتھ ساتھ کتابت قرآن کا نہایت اہتمام رہا، کئی صحابہ کرام کتابت کے فرائض سرانجام دیتے تھے امام بخاریؒ اس حوالہ سے بخاری شریف میں ایک حدیث مبارکہ نقل فرماتے ہیں کہ:

"عَنِ البَرَاءِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ:لاَ يَسْتَوِي القَاعِدُونَ مِنَ المُؤْمِنِينَ وَالمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْعُ لِي زَيْدًا وَلْيَجِئْ بِاللَّوْحِ وَالدَّوَاةِ وَالكَتِفِ-أَوِ الكَتِفِ وَالدَّوَاةِ ثُمَّ قَالَ: اكْتُبْ لاَ يَسْتَوِي القَاعِدُونَ"[12]

"جب آیت "لایستوی القاعدون" نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زید کو میرے پاس بلا کر لاؤ اور بورڈ، دوات اور تختی ساتھ لیکر آئیں یا تختی اور دوات (کہا) ، پھر فرمایا "لایستوی القاعدون" لکھو"

جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ عہد رسالت اور خلافت صدیق اکبر اور خلافت عثمان غنی رضی اللہ عنہما میں قرآن کریم کی جمع و تدوین ہوئی یہ مجازی طور پر ہے یعنی ان نفوس قدسیہ کا مقام مجازی ہے حقیقتاً "جامع القرآن" کی ذمہ دار اللہ رب العزت نے خود لی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَه"[13]

اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے۔

یہ آیت کریمہ اس مر میں واضح ہے کہ اصل میں تو قرآن کریم کی حفاظت اللہ تعالیٰ خود لے لی لیکن اسباب کے درجہ میں جمع قرآن کا اہتمام کیا گیا ہے۔

لبا ب التاویل فی معانی التنزیل میں بیان کیا گیا کہ جس وقت میں اس آیت "**وَ اتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ**" کا نزول ہوا تو:

"قال ابن عباس: هذه آخر آية نزلت على رسول الله صلّى الله عليه وسلّم.فقال جبريل ضعها على رأس مائتين وثمانين من سورة البقرة:"[14]

---

[12] Bukhāri, Al Saḥiḥ, Ḥadith No.4990.

[13] Al-Qiyāmah: 75.

[14] Imam Khāzan, Lubāb al T'awīl fi M'ani al Tanzīl, (Beirut: Dar al Kutub ul 'Ilmiya,

"حضرت عباس بیان کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ اسے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر دو سو اسی کے بعد لکھائیں"

قرآن کریم کی کتابت کا کام انتہائی عرق ریزی اور ترتیب سے سرانجام دیا گیا جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت زید کو حکم دیا کہ:

"إِنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّبِعِ القُرْآنَ فَتَتَبَّعْتُ حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ آيَتَيْنِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الأَنْصَارِيِّ، لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ، {لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّم"[15]

"زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلوایا، کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے (ان ﷺ کے عہد میں) وحی لکھا کرتے تھے پس قرآن کی پیروی کرو"پس میں نے پیروی کی یہاں تک کہ مجھے سورۃ التوبہ کی آخری دو آیات ابو خزیمہ الانصاری کے علاوہ کسی اور کے پاس یہ نہ ملیں۔ لَقَدْ جَاءَكُم رَسُولٌ مِنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّ"

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو جمع قرآن کی ذمہ داری دی گئی تھی تو حضرت زید نے یہ اصول قائم کیا تھا کہ آیت مبارکہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں لکھی گئی ہو اور اس پر دو گواہ بھی ہوں جو یہ گواہی دیں کہ ان آیات کی تحریر رسول اللہ ﷺ کے دور کی ہے۔ اسی طرف مذکورہ روایت میں اشارہ ہے کہ یہ دو آیات تحریری صورت میں صرف حضرت خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس تھی اور ان پر ان کے علاوہ کوئی گواہ بھی نہیں تھا۔

کتابت قرآن کے حوالہ سے ایک روایت ذیل میں بیان کی جاتی ہے:

"عن ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ: مَا حَمَلَكُمْ أَنْ عَمَدْتُمْ إِلَى بَرَاءَةَ وَهِيَ مِنَ المِئِينَ، وَإِلَى الأَنْفَالِ وَهِيَ مِنَ المَثَانِي فَجَعَلْتُمُوهُمَا فِي السَّبْعِ الطِّوَالِ وَلَمْ تَكْتُبُوا بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، قَالَ عُثْمَانُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا تَنَزَّلُ عَلَيْهِ الآيَاتُ فَيَدْعُو بَعْضَ مَنْ كَانَ يَكْتُبُ لَهُ، وَيَقُولُ لَهُ: ضَعْ هَذِهِ الآيَةَ فِي السُّورَةِ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا، كَذَا وَكَذَا۔۔۔الخ "[16]

"حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: کہ کیا بات ہے کہ آپ نے سورۃ براءۃ، جو مئین (ایک سو آیتوں والی) میں سے ہے اور سورۃ انفال کو، جس کا شمار مثانی میں ہوتا ہے، کو ملا کر جو سات طوال سورتوں میں شامل کر دیا اور دونوں کے درمیان "بِسمِ

---

[15] Bukhāri, Al Saḥiḥ, Ḥadith No.4989.

[16] Abu Dawūd, Kitāb al-Sunan, (Beirut: Al maktaba al ‘Asriya), Hadith No.786.

اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کی سطر بھی نہیں لکھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی ﷺ پر قرآن کی آیات کا جب نزول ہوتا تھا آپ کسی کاتب کو بلالیتے اور فرماتے "اس آیت کو اس سورۃ میں لکھ دو جس (سورۃ) میں فلاں فلاں بیان ہے "ایک دو آیات پھر اترتیں تو آپ ﷺ اسی طرح فرماتے۔ اور سورۃ انفال ان سورتوں میں سے ہے جو آپ کی آمد مدینہ کے شروع کے ایام میں اتری تھی اور سورۃ براءت آخری دور کے نزول قرآن کی سورتوں میں سے ہے اور ان کے مضامین آپس میں مشابہت رکھتے ہیں لہٰذا میں نے سمجھا کہ یہ سورۃ براءت، سورۃ الانفال کا حصہ ہے اور اسی لیے میں نے ان دونوں کو طوال میں لکھوادیا اور ان کے درمیان "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کی سطر نہیں لکھی"

مندرجہ بالا تمام روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کتابت قرآن کا سلسلہ آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں ہو چکا تھا مذکورہ بحث کے حوالہ سے ایک مشہور مستشرق کا حوالہ پیش کیا جاتا ہے، کتابت وحی کے حوالہ سے ولیم میور اپنی مشہور زمانہ کتاب لائف آف محمد میں اس بات کی تائید کی کہ نزول وحی کے دوران ہی کتابت وحی کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا وہ رقم طراز ہیں کہ:

> "Time of pretended inspiration, or shortly after, each passage was recited by Mahomet(Muhammad) before the companions or following who happened to be present, and was generally committed to writing by someone amongst them*upon palm-leaves ,leather ,stone or such other rude material as conveniently , came to hand. These divine messages continued throughout the three-and-twenty years of his prophetical life"[17]

نزول وحی کے وقت یا کچھ دیر بعد ہر آیت کو محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے لکھوایا جاتا تھا صحابہ کرام میں سے یا آپ کے پیروکار میں سے جو موقع پر موجود ہوتا، عام طور پر ان میں سے کچھ کتابت (وحی) کے لیے مخصوص تھے، کھجور کے پتوں، چمڑے، پتھروں اور دوسری کھردری اشیاء پر جو رائج طریقوں کے مطابق ہاتھ آتا (ان پر لکھا جاتا تھا) آپ ﷺ کے تیئس سالہ دور رسالت میں یہ پیغام الٰہی کا سلسلہ مسلسل جاری رہا۔ مندرجہ بالا گفتگو سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کتابت وحی کا سلسلہ عہد رسالت میں ہو چکا تھا۔

جہاں تک اس بات کا سوال کہ قرآن کریم کو اس دور رسالت میں کن چیزوں پر لکھا گیا اس بارے میں ہمیں چند معتبر روایات ملتی ہیں کہ قرآن کریم کو چمڑے، سفید پتھر کی سلوں، کھجور کی شاخوں، اونٹ اور بکری کی چوڑی ہڈیوں، قتب (پالان کی لکڑی) اور کاغذ، جیسا کہ امام بخاریؒ نے بیان کیا کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب انہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کے جمع کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے مختلف چیزوں پر سے قرآن کو جمع کرنا شروع کیا۔

"فَتَتَبَّعْتُ القُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ العُسُبِ وَاللِّخَافِ، وَصُدُورِ الرِّجَالِ"[18]

---

[17] William Muir, The Life of Muhammad & History of Islam, (London: Smith Elder & co, 1885 AD), 1/65
[18] Bukhāri, Al Saḥiḥ, Hadith No.4986.

"میں نے قرآن پاک کو جمع کرنا شروع کیا کھجور کی شاخوں اور پتھر کی سلوں اور لوگوں کے سینوں سے"

فضائل کاتبین وحی: کتابت وحی ایک بہت بڑی فضیلت و اعزاز کی بات ہے جن باسعادت ہاتھوں سے قرآن کریم کی کتابت ہوئی ان کی باری تعالیٰ کی جانب سے نہایت عزت و تکریم بیان کی گئی ہے۔ جیسا کہ سورۃ عبس میں بیان کیا گیا کہ:

"بِأَيْدِيْ سَفَرَةٍ 0 كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ"[19]

ایسے کاتبوں کے ہاتھوں میں ہیں جو بڑے ہی عزت والے اور نیکوکار ہیں۔

اس سلسلہ میں ایک اور نہایت معتبر تفسیر جامع البیان فی تاویل القرآن جسے محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری نے تالیف کیا مندرجہ بالا آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

"وقوله: (بِأَيْدِي سَفَرَةٍ) يقول: الصحف المكرّمة بأيدي سفرة، جمع سافر.واختلف أهل التأويل فيهم ما هم؟ فقال بعضهم: هم كَتَبة"[20]

" اوراللہ تعالی کا قول (بِأَيْدِي سَفَرَةٍ) وہ کہتے ہیں: الصحف المكرّمة بأيدي سفرة، جمع ہے سافر کی (سفیر کی) اوراہل تاویل نے اس بارے میں اُن سے اختلاف کیا پس ان میں بعض نے کہا وہ کاتب (مراد) ہیں

"قوله: (بِأَيْدِي سَفَرَةٍ) يقول: كَتَبة.حدثنا ابن عبد الأعلى، قال: ثنا ابن ثور، عن معمر، عن قتادة، في قوله: (بِأَيْدِي سَفَرَةٍ) قال: الكَتَبة.وقال آخرون: هم القرّاء."[21]

کہااس (آیت کے بارے میں) (بِأَيْدِي سَفَرَةٍ) وہ کہتے ہیں کاتب، ہم سے بیان کیا ابن عبد الاعلی، کہا ہم سے ابن ثور نے، معمر سے، قتادہ سے، کہا اس (آیت کے بارے میں) (بِأَيْدِي سَفَرَةٍ) کتابت اور دوسروں نے کہا وہ قراء (مراد) ہیں۔ ان آیات قرآنی میں اللہ تبارک تعالیٰ نے قرآن کریم لکھنے والوں کی تعریف بیان فرمائی ہے، خواہ ان سے مراد فرشتے ہوں یا کاتبین وحی صحابہ کرام ہوں بیان کیا گیا کہ یہ لوگ اللہ کے نزدیک نہایت عزت والے اور نیکوکار ہیں، اس کتاب مبین کے حاملین کی صفات و سیرت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا کہ یہ کلام نہایت معزز اور نیکوکار کاتبوں کے ہاتھوں میں ہے، جس طرح کہ "سفرہ" جمع ہے، "سافر" کی، اوراس کے معنی کاتب بیان کیے جاتے ہیں، اسی طرح "کتبۃ" جمع ہے کاتب کی، اور اسی لفظ "سفر" سے کتاب کے معنی بیان کیے جاتے ہیں، اس کی جمع "اسفار" بنتی ہے۔ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ، معزز ہیں، نیکوکار، لفظ "کرام" یہ جمع ہے "کریم" کی اس لفظ میں کاتبین قرآن کی اعلیٰ مقامی اور بلند کرداری کی جانب اشارہ ہے، پس نہ تو وہ خود اس قرآن میں کسی طرح کی کوئی کمی بیشی کی صلاحیت رکھتے ہیں، اور نہ ان کا تقویٰ انہیں اس جانب مائل ہونے دے گا کہ اور وہ جنات و شیاطین کی کوئی ناپاک جسارت کامیاب ہونے دیں گے اور اسی طرح "بار" کی جمع ہے "بررۃ" اور یہاں اس

[19] ʻAbasa: 14, 15.

[20] Al-Tabarī, Jamʻal Bayān fi Tawīl ul Qurān, (Beirut: Mu'sasatur Risāla, 2000 AD), 24/221.

[21] Al-Tabarī, Jamʻal Bayān fi Tawīl ul Qurān, (Beirut: Mu'sasatur Risāla, 2000 AD), 24/221.

کے معنی "باوفا"" تابع فرمان "، "نیکوکار"، اور اپنی ذمہ داری کو پورا پورا، ادا کرنیوالے بنتے ہیں، سو یہ وصف ان کی امانتداری کی صفت کو مزید واضح کرتی ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنی نفسانی خواہشات سے کتابت الوحی میں نہ کچھ کم اور نہ کچھ زیادہ کرتے تھے نہ کسی لالچ سے اس میں ردوبدل کرتے تھے، بدیانتی اور خود غرضی ان کے قریب نہ پھٹکتی تھی یہ دونوں اوصاف ایسے ہیں کہ اس بنیاد پر قرآن کریم تمام سابقہ کتب پر فوقیت وفضیلت رکھتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم آج تک اپنی اصلی رنگ ونور کے ساتھ باقی ہے اس میں کوئی ردوبدل پیدا نہیں ہوا جب کہ سابقہ کتب کو نجس وناپاک اور بد دیانت لوگوں کے ہاتھ لگے جنھوں نے ان کتب میں تحریف کر دی تھی۔

کتابت وحی کے لیے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمات: جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ ان آیات قرآنی کا مصداق بعض مفسرین کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم بھی ہیں انہی صحابہ کرام میں سے ایک علمی، ادبی شخصیت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بھی ہے جو قبول اسلام کے بعد مستقل طور پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں موجود رہے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی علمی، عملی اور فکری صلاحیتوں کا ادراک کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کو کتابت وحی کے لیے مقرر فرمادیا تھا جب وحی کا آپ ﷺ پر نزول ہوتا تو آپ ﷺ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس کی کتابت کراتے تھے۔ کلام الٰہی کے قلمبند کرنے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی کہا جاتا ہے۔ کتابت وحی کے ساتھ ساتھ آپ رضی اللہ عنہ دربار رسالت ﷺ سے جاری ہونے والے فرامین وخطوط بھی لکھتے تھے آپ رضی اللہ عنہ کی کتابت وحی کے حوالے سے انتہائی معتبر کثیر روایات سقہ بند کتب میں بیان کی گئی ہیں۔ عبد اللہ بن مبارکؒ کا شمار اعلیٰ پائے کے تابعین میں ہوتا ہے ان سے جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کے کاتب وحی ہونے کے اعزاز کو نمایاں کیا۔

"يحيى بن سعيد: سئل ابن المبارك عن معاوية فقال: ما أقول في رجل قال رسول الله ﷺ: سمع الله لمن حمده فقال خلفه: ربنا ولك الحمد، فقيل له: أيهما أفضل؟ هو أو عمر بن عبد العزيز؟ فقال: لتراب في منخري معاوية مع رسول الله ﷺ خير و أفضل من عمر بن عبد العزيز.وقال غيره عن ابن المبارك قال معاوية: عندنا محنة فمن رأيناه ينظر إليه شزرا اتهمناه على القول،يعني الصحابة ـ وقال محمد بن عبد الله بن عمار الموصلي وغيره: سئل المعافى بن عمران أيهما أفضل؟معاوية أو عمر بن عبد العزيز؟ فغضب وقال للسائل: أتجعل رجلا من الصحابة مثل رجل من التابعين؟ معاوية صاحبه وصهره وكاتبه وأمينه على وحي الله."[22]

یحییٰ بن سعید نے حضرت عبد اللہ بن مبارک سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا پس آپؒ نے کہا کیا بتاؤں اس شخص کے بارے میں، رسول اللہ ﷺ نے کہا" سمع اللہ لمن حمدہ "(یعنی

[22] Ibn Kathir, Al Bidāya WA Nihāya, (Beirut: Dar Ihyā' al Turāth al Arbi, 1988 AD), 8/148.

نماز پڑھاتے ہوئے) پس انہوں (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے) آپ ﷺ کی اقتداء میں کہا" ربنا ولک الحمد" اس کے بارے میں پوچھتے ہو وہ افضل ہے؟ یا عمر بن عبد العزیز؟ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نتھنوں میں جو خاک جمی وہ (خاک) بھی بہتر اور افضل ہے عمر بن عبد العزیز سے۔ بعض نے عبد اللہ بن مبارک کے حوالہ سے کہا کہ حضرت معاویہ نے کہا کہ ہم پر ایک آزمائش ہے، لہذا جسے غصے سے دیکھتے ہیں (یعنی جس سے بغض رکھتے ہیں)، اس پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ اس نے ایسا کہا یعنی صحابہ پر۔ اور کہتے ہیں محمد بن عبد اللہ بن عمار الموصلی وغیرہ کہ پوچھا معافی بن عمران نے کون افضل ہے؟ معاویہ یا عمر بن عبد العزیز؟ (عبد اللہ بن مبارک) غضبناک ہوئے سوال کرنے والے کو جواب دیا کہ کیا تم بناتے ہو ایک شخص کو جو صحابہ میں سے ہے ایک تابعی آدمی جیسا؟ معاویہ صحابی رسول ﷺ اور یہ برادر نسبتی ہیں انکے ﷺ کے اور ان کے ﷺ کاتب اور اللہ کی وحی کے امانت دار ہیں۔

جن جن معتبر کتب میں کاتبین وحی کا تعارف کرایا گیا ہے ان میں سیدنا امیر معاویہ کا نام نمایاں ہے، امام ابن حزم نے آپ رضی اللہ عنہ کے کاتب وحی ہونے کی گواہی ان الفاظوں میں دی ہے

"كتابه ﷺ علي بن أبي طالب، وعثمان، وعمر، و أبو بكر، وخالد بن سعيد بن العاصي، و أبي بن كعب،الأنصاري وحنظلة بن الربيع الأسيدي، ويزيد ابن أبي سفيان، وزيد بن ثابت الأنصاري من بني النجار، ومعاية بن أبي سفيان"[23]

علی بن ابی طالب وعثمان وعمر وابو بکر وابی بن کعب انصاری وحنظلہ بن ربیع الاسیدی، ویزید بن ابی سفیان، زید بن ثابت الانصاری بنی نجار سے ومعاویہ بن ابی سفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتابت (وحی) کرتے تھے۔

یعنی نبی اکرم ﷺ ان حضرات سے کتابت وحی کرایا کرتے تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس مقدس جماعت کے رکن تھے، مذکورہ مسئلہ کی تائید عبد البر کی تصنیف الاستیعاب فی معرفت الاصحاب کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ:

"قَالَ أَبُو عُمَر: مُعَاوِيَة و أبوه من المؤلفة قلوبهم، ذكره فِي ذَلِكَ بعضهم، وَهُوَ أحد الذين كتبوا لرسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"[24]

ابو عمر کہتے ہیں کہ معاویہ اور ان کے والد "المؤلفۃ قلوبھم" میں سے تھے اس بارے میں ان میں بعض نے ذکر کیا ہے کہ وہ ان میں سے ایک تھے جو رسول اللہ ﷺ کے لیے کتابت کیا کرتے تھے۔

---

[23] Ibn Hazm, Jawam ‘al Sira, (Egypt: Dar ul M‘arif, 1900 AD), 1/26.

[24] Ibn ‘Abdul Bar, Al Isti‘ab fi Mafrat al Ashab, (Beirut: Dar al Khalil, 1992 AD), 3/1416.

اس بات کے بھی قوی شواہد ہیں کہ حضرت امیر معاویہ کاتب وحی کے ساتھ ساتھ نبی ﷺ کی جانب سے دیگر سلاطین کے حکمرانوں کو خطوط بھی لکھا کرتے تھے۔

"وقال المدائنيّ: كان زيد بن ثابت يكتب الوحي، وكان معاوية يكتب للنبيّ صلى الله عليه وآله وسلم فيما بينه وبين العرب.

وفي مسند أحمد، وأصله في مسلم، عن ابن عباس، قال: قال النبيّ صلى الله عليه وآله وسلم: ادع لي معاوية- وكان كاتبه."[25]

مدائنی کہتے ہیں کہ زید بن ثابت وحی لکھا کرتے تھے اور معاویہ نبی ﷺ کے لیے (خطوط) لکھتے ان کے درمیان اور عربوں کے درمیان (یعنی اندرون ریاست اور بیرون ریاست) اور مسند احمد اور اسی طرح مسلم میں (بیان کیا گیا) عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میرے لیے دعا کرنا معاویہ اور وہ آپ ﷺ کے کاتب تھے۔

ابن حجرؒ کی بیان کردہ مذکورہ بالا رویت میں تصریح ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نہ صرف کاتب وحی تھے بلکہ آپ ﷺ کے لیے دیگر فرامین بھی لکھا کرتے تھے۔ حضرت امیر معاویہ نے فتح مکہ کے بعد اپنی تمام تر خدمات کتابت وحی کے لیے وقف کر دیں تھیں جیسا کہ جوامع السیرہ میں بیان کیا گیا کہ:

"كان زيد بن ثابت من ألزم الناس لذلك، ثم تلاه معاوية بعد الفتح. فكانا ملازمين للكتابة بين يديه، ﷺ في الوحي وغير ذلك، لا عمل لهما غير ذلك."[26]

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ اس (کتابت) پر پابند تھے، پھر فتح مکہ کے بعد دوسرے معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں یہ دونوں حضرات آنحضرت ﷺ کے سامنے وحی اور آپ کے دوسرے خطوط وغیرہ کی کتابت کے لیے پابند تھے ان دونوں کا کام اس کے سوا کچھ نہ تھا۔ اور جہاں تک اس بات کا تعلق کہ بعض کج فہمی یا کم علمی کی وجہ سے حضرت معاویہ کے کاتب وحی ہونے کا انکار کرتے ہیں تو اس کا علمائے حق نے سختی سے رد کیا ہے

"وذكر الإمام مفتي الحرمين أحمد بن عبد الله بن محمد الطبري في خلاصة السير أن كتابه - ﷺ - ثلاثة عشر، الخلفاء الأربعة---ومعاوية بن أبي سفيان وشرحبيل بن حسنة، وكان معاوية وزيد ألزمهم لذلك وأخصهم به انتهى. وما قيل إن كتابه الوحي غير ثابت فمردود بقول الإمام، أحمد بن محمد القسطلاني في شرح صحيح البخاري ولفظه: ومعاوية بن أبي سفيان كاتب الوحي لرسول الله - ﷺ"[27]

---

[25] Ibn Hajar, Al Isāba, fi Tameez as Saḥaba, (Beirut: Dar al Kutub al ‘Ilmiya, 1998 AD), 6/121.

[26] Ibn Hazm, Jawam ‘al Sira wa Khams Rasail, 1/27.

[27] Firharvī, Al Nahiya ‘an T‘an Ameer ul Mu’minīn, (Kuwait: ‘Aras lilnashr wat tauzī, 2001 AD), 1/42.

امام مفتی حرمین احمد بن عبد اللہ بن محمد الطبری نے اپنی کتاب خلاصۃ السیر میں بیان کیا کہ تیرہ (کاتب وحی)ہیں چاروں خلفاء، عامر بن فہیرہ وعبد اللہ بن ارقم وابی بن کعب، وثابت بن قیس بن شماس وخالد بن سعید بن عاص وحنظلہ بن ربیع اسلمی وزید بن ثابت ومعاویہ بن ابی سفیان وشرحبیل بن حسنہ، خصوصاً معاویہ اور زید اس کا کام کے لیے وقف تھے، اسی پر (بات) مکمل کرتا ہوں، جو کہا گیا کہ وہ کاتب وحی ثابت نہیں اسے امام نے رد کیا، امام احمد بن محمد قسطانی شرح بخاری میں اور انکے لفظوں کے مطابق: معاویہ بن ابی سفیان صخر ولد حرب رسول اللہ ﷺ کے کاتب وحی تھے۔

وہ قرآنی ملفوظات جو نبی اکرم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے لکھوائے:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بہت سی معتبر کتابوں میں بیان کیا گیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے آپ سے فلاں، فلاں وحی کی کتابت کرائی جیسا کہ تفسیر قرطبی میں امام قرطبی ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" لکھنی سکھائی"

"وَكَانَ مِنْ كَتَبَةِ الْوَحْيِ بَيْنَ يَدَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةٌ وَعِشْرُونَ كَاتِبًا. الثَّالِثَةُ- ذَكَرَ الْقَاضِي عِيَاضٌ عَنْ مُعَاوِيَةَ أَنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ:" أَلْقِ الدَّوَاةَ وَحَرِّفِ الْقَلَمَ وَ أَقِمِ الْبَاءَ وَفَرِّقِ السِّينَ وَلَا تُعَوِّرِ الْمِيمَ وَحَسِّنِ اللَّهَ وَمُدَّ الرَّحْمَنَ وَجَوِّدِ الرَّحِيمَ"[28]

اور نبی اکرم ﷺ ﷺ کے پاس چھبیس کاتب وحی تھے، تیسرا یہ کہ عیاض نے بیان کیا معاویہ کے حوالہ سے کہ وہ آپ ﷺ کے پاس لکھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ دوات نیچے رکھو اور قلم کو تیز کریں "ب" کو سیدھا (لکھیں) اور فرق کریں سین میں اور میم کو مت بگاڑو اور بہتر لکھو اللہ اور رحمان (لکھنے میں) وسعت رکھو اور "رحیم" کی موجودگی واضح کرو۔

اسی طرح کے معانی ومطالب کے ساتھ ایک روایت روح المعانی میں علامہ آلوسی بھی بیان کرتے ہیں کہ:

"قال ﷺ لمعاوية فيماروي، ألق الدواة وحرف القلم و انصب الباء وفرق السين ولا تعور الميم وحسن الله و مد الرحمن و جودالرحيم و ضع قلمك على أذنك اليسرى فإنه أذكر لك"[29]

---

[28] Al Qurtubī, Tafsīr al Qurtubī, (Dar al kutub ul Misriya, 1964 AD), 13/353.

[29] Alūsi, Rūḥ ul M'anī fi tafsīr al Quran al Azīm, (Beirut: Dar al Kutub al 'Ilmiya, 1994 AD),

آپ ﷺ نے معاویہ رضی اللہ سے جو کچھ بیان کیا، اس کے بارے میں فرمایا کہ دوات میں قلم لگائیں اوراور قلم سے خط بنائیں اوراور با لکھو اور سین الگ کرو اور میم کو مت بگاڑو (لفظ) اللہ بہتر لکھو اور رحمن لکھتے ہوئے فاصلہ رکھو اور رحیم کو واضح کرو اور آپ کے بائیں کان پر آپ کا یہ قلم یاد دلا تا رہے گا۔

مذکورہ بالا روایات کی تائید ایک اور روایت سے ہوتی ہے جیسا کہ دیلمی نے مسند الفردوس میں اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں یزید بن ثابت کے حوالہ سے بیان کیا ہے:

"وأخرج الديلمي في مسند الفردوس و ابن عساكر في تارخ دمشق عن يزيد بن ثابت قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا كتبت {بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ} فبين السين فيه وأخرج الخطيب في الجامع والديلمي عن أنس عن النبي قال إذا كتب أحدكم {بسم الله الرحمن الرحيم} فليمد الرحمن وأخرج الديلمي عن معاوية قال: قال رسول الله ﷺ يا معاوية ألق الدواة وحرف القلم --- الخ

وأخرج الخطيب عن مطر الوراق قال كان معاوية بن أبي سفيان كاتب رسول الله صلى الله عليه وسلم فأمره أن يجمع بين حروف الباء والسين ثم يمده إلى الميم ثم يجمع حروف الله الرحمن الرحيم ولايمد شيئا من أسماء الله في كتابه ولاقراءته"[30]

دیلمی نے بیان کیا مسند الفردوس سے اور ابن عساکر سے تاریخ دمشق میں سے یزید بن ثابت کے حوالہ سے کہ وہ کہتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا کہ جب {بسم اللہ الرحمن الرحیم} لکھو تو اس میں سین کو واضح کرو اور بیان کی خطیب نے الجامع میں اور دیلمی نے انس سے نبی نے فرمایا جب تم سے کوئی {بسم اللہ الرحمن الرحیم} لکھے پس چاہیے کہ رحمن کو پھیلائے اور بیان کرتے ہیں دیلمی معاویہ سے کہ انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے معاویہ، دوات لیں اور قلم سے حروف بنائیں اور با لکھو اور فرق کریں سین میں اور میم کو مت بگاڑو اور (لفظ) اللہ کو خوبصورت لکھو اور رحمن کو وسعت دو اور رحیم کو واضح کرو اور اپنا قلم رکھیں، اپنے بائیں کان پر یہ آپ کو یاد دلاتا رہے گا اور بیان کیا خطیب نے مطر الورق کے حوالہ سے کہ انہوں نے کہا معاویہ بن ابی سفیان کاتب رسول اللہ ﷺ تھے پس آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا ملائیں باء اور سین کو پھر وہ اسے میم تک بڑھائیں پھر اکٹھا کریں اللہ الرحمن الرحیم اور نہ ملائیں اللہ کے نام سے کچھ بھی اس کے لکھنے میں اور نہ قرات میں۔

---

[30] As-Siyūtī, Al Dur al Mansūr, (Beirut: Dar al Fikr), 1/28.

جس طرح سے نبی اکرم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بسم اللہ الرحمان الرحیم لکھنے کا طریقہ سکھلایا اس روایت کو کئی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے اسی طرح متعدد کتب میں مختلف روایوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ نے آیت الکرسی لکھوائی:

"عَنْ أَنَسٍ: هَبَطَ جِبْرِيْلُ بِقَلَمٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ:يَا مُحَمَّدُ، إِنَّ العَلِيَّ الأَعْلَى يَقُوْلُ: (قَدْ أَهْدَيْتُ القَلَمَ مِنْ فَوْقِ عَرْشِي إِلَى مُعَاوِيَةَ، فَمُرْهُ أَنْ يَكْتُبَ آيَةَ الكُرْسِيِّ بِهِ، وَيُشْكِلَهُ، وَيُعْجِمَهُ ... ، فَذَكَر خَبَراً طَوِيْلاً. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:لَمَّا أُنْزِلَتْ آيَةُ الكُرْسِيِّ، دَعَا مُعَاوِيَةَ، فَلَمْ يَجِدْ قَلَماً وَذَلِكَ أَنَّ اللهَ أَمَرَ جِبْرِيْلَ أَنْ يَأْخُذَ الأَقْلاَمَ مِنْ دَوَاتِهِ، فَقَامَ لِيَجِيْءَ بِقَلَمٍ.فَقَالَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: (خُذِ القَلَمَ مِنْ أُذُنِكَ) فَإِذَا قَلَمُ ذَهَبٍ، مَكْتُوْبٌ عَلَيْهِ: لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ، هَدِيَّةٌ مِنَ اللهِ إِلَى أَمِيْنِهِ مُعَاوِيَةَ."[31]

حضرت انس سے روایت ہے کہ: جبرائیل اترے سونے کے قلم کے ساتھ، پھر کہا اے محمد، بے شک وہ (اللہ) سب سے بڑھ کر اعلیٰ ہے، وہ کہتا ہے: تحقیق مجھے عرش کے اوپر سے قلم کا تحفہ دیا گیا معاویہ کے لیے، تو وہ حکم دیتا ہے کہ اس کے ساتھ آیت الکرسی لکھے۔ اور اس کو ابھارے (کاغذ پر) اور صحیح کرے، تو اس نے ایک لمبی خبر بیان کی۔ عبد اللہ بن عباس سے، کہتے ہیں: جب آیت الکرسی کا اتاری گئی معاویہ کو بلوایا گیا تو ان کے پاس قلم نہ تھا، اور اللہ نے جبرائیل کو یہ حکم دیا کہ قلم لیں اپنی دوات سے، چناچہ وہ قلم کے لیے کھڑے ہوئے، پھر نبی ﷺ نے فرمایا کہ: (قلم لو اپنے کان پر سے) اسی وقت قلم سونے کا تھا، اس پر لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللہُ، تحفہ اللہ کی طرف سے اس کے امانتدار معایہ کے لیے، لکھا ہوا تھا۔ اسی طرح کی روایت کو الفاظوں کی کمی بیشی کے ساتھ تاریخ دمشق میں بھی بیان کیا گیا جس میں حضرت عبد اللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو آیت الکرسی لکھنے کا حکم دیا۔

جب "آیت الکرسی" والی آیت مبارکہ نازل ہوئی تب اس کی کتابت کے لیے خاص طور پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور اس مذکورہ بالا رویت میں آپ رضی اللہ عنہ کے ایک اعزاز بھی ذکر ہے جو کہ قلم کی صورت میں تھا۔

"عن ابن عباس قال دخلت على رسول الله (ﷺ) فإذا معاوية بن أبي سفيان قاعد عن يمينه فالتفت النبي (ﷺ) فقال يا معاوية اكتب لي آية الكرسي في ورقة بيضاء قال فكتبها له ثم وضعها بين يدي النبي (ﷺ) فتناولها النبي (ﷺ) ثم نظر فيها فقال غفر الله لك يا معاوية بعدد من قرأ آية الكرسي"[32]

[31] Az Zahbi, Siyar A'alām an Nubalā, (Beirut: Beirut: Mu'sasatur Risāla, 1985 AD), 3/129,130.

[32] Ibn 'asākir, Tarīkh Ibn 'asakir, ((Beirut: Dar ul Fikr, 1994 AD), 59/71, 72.

ابن عباس کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اس وقت معاویہ بن ابی سفیان آپ ﷺ کے دائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کی جانب رخ کیا پھر فرمایا اے معاویہ میرے لیے سفید کاغذ پر آیت الکرسی لکھو کہتے ہیں انہوں نے اسے لکھا پھر اسے نبی ﷺ کے سامنے پیش کیا تو نبی ﷺ نے اسے لے لیا پھر اسے دیکھا پھر فرمایا اے معاویہ اللہ نے تجھے معاف فرمادیا اے معاویہ آیت الکرسی پڑھنے والوں کی تعداد کے برابر (اللہ تجھے اجر دے گا)

آیت الکرسی لکھوانے کی یہ تیسری روایت امام ذھبی کی تصنیف سیرہ اعلام النبلا سے لی گئی ہے جسے مکتبہ الوحیدیہ نے پشاور سے نشر کیا اس میں ابو موسی العشری سے ایک روایت بیان کی گئی ہے کہ:

"عن آبی موسی الاشعری ،قال : لمانزلت آیة الکرسیی استشرف لهااصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم،فقال کل رجل منهم :انا اکتبهادون فلان،فبلغ ذلک النبی صلی الله علیه وسلم،فقال :اما انالا استکتب احداً الاّ یوحیی من السماء،قال ابوموسی :فانا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم جلوس اذ نزل الوحی فغشیی بعباء ته القوانیة ،فلما سُرّیی عنه الوحی طفق یقول :ما فعل معاویة الغلام "فاتی معاویة ،فذکر ذلک له،فاتی النبی صلی الله علیه وسلم وعلی اذنه قلم،ومعه کتف بعیر،فقال النبی صلی الله علیه وسلم "ادنُ یاغلام"فدنا حتی جرّرکبته ،رکبته النبی صلی الله علیه وسلم ،قال "اکتب یا غلام"قال :وما اکتب ،فداک ابی وامی یارسول الله ؟قال اکتب (الله لا اله الا هو الحی القیوم) حتی انتهی الی قوله:(هو العلی العظیم) فکتبها،فقال النبی صلی الله علیه وسلم"اکتبهایا غلام ؟قال نعم یارسول الله ،فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم:غفرالله لک ماقدّمت الی یوم القیامة"[33]

ابو موسی العشری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں جب آیت الکرسی کا نزول ہوا رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اس (شرف کو حاصل کرنے کے) انتظار میں تھے، پھر ان میں سے ہر آدمی نے کہا میں اسے فلاں کے لیے لکھ دوں، یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی، پھر فرمایا میں کسی کو نہیں (کہتا کہ) اسے لکھوسوائے اس کے وحی ہو آسمان سے، ابو موسی کہتے ہیں کہ پس ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے جب وحی نازل ہوئی تو ردائے شریعت سے اپنے آپ کو ڈھانپ لیا پھر جب آپ پر وحی کے نزول سے واضح ہو گیا، پھر فرمایا، کیا کر رہا ہے معاویہ لڑکا، پس معاویہ کو بلاؤ تو ان سے اس (بات کا معاویہ سے) ذکر کیا گیا، پس وہ نبی ﷺ کے پاس آئے تو ان کے کان پر قلم تھا اور اونٹ کی ہڈی تھی، پھر نبی

---

[33]Az Zahbi, Siyar A'alām an Nubalā, (Beirut: Beirut: Mu'sasatur Risāla, 1985 AD), 3/129,130

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا، نزدیک ہو اے لڑکے پس ہم نے گھٹنے قریب کیے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے گھٹنے کے، فرمایا لکھ اے لڑکے، عرض کی کیا لکھوں آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں یا رسول اللہ؟ فرمایا لکھو (اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم) اور یہاں تک آ کر ختم کیا: (ھو العلی العظیم) انہوں نے اسے لکھ لیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ، اسے لکھ لیا؟ اے لڑکے، عرض کیا جی ہاں، پھر ان سے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اللہ نے تجھے قیامت تک کے لیے بخش دیا جو تو نے میرے سامنے پیش کیا (یعنی جو خدمت سر انجام دی)۔

خلاصہ کلام:

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ قرآن کریم کی کتابت عہد رسالت میں ہو چکی تھی اس پر احکامات ربّانی بھی شاہد ہیں اور احادیث نبویہ کا بھی ایک بہت بڑا ذخیرہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کاتبین وحی سے قرآن کریم کی آیات کی کتابت کرائی اور ان کاتبین وحی میں ایک نمایاں نام سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھی ہے جنہوں نے قبول اسلام کے بعد اپنے آپ کو کتابت وحی کے لیے وقف کر لیا تھا، نہایت معتبر کتب میں جن پر ہر دور کے علماء نے اعتماد کا اظہار کیا ہے، ان کتب میں ثقہ بند راویوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا کاتب وحی ہونا بیان کیا ہے مثلاً ابن حزم نے جوامع السیرۃ میں، عبد البر نے الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں، ابن حجر العسقلانی نے الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ میں، شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ میں، الکرمانی نے شرح صحیح بخاری میں ، ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل نے البدایۃ والنہایۃ میں، البلازری نے فتوح البیان میں،، جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخفاء میں، برھان الدین الحلبی نے السیرۃ الحلبیہ میں، ابن اثیر جزری نے اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ میں، خطیب بغدادنے تاریخ بغداد میں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے کاتب وحی ہونے کی بہت سی روایات اور کتب صراحت کرتی ہیں اس کے ساتھ ساتھ بعض نے اپنی تصانیف میں وہ روایات بھی بیان کی ہیں جن میں بیان کیا گیا کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فلاں فلاں آیت لکھوائی جیسا کہ عبد العزیز بن احمد القرشی نے الناھیۃ عن طعن امیر المؤمنین معاویہ میں، القرطبی، شمس الدین نے تفسیر القرطبی میں، علامہ آلوسی، شہاب الدین نے روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی میں، السیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر نے الدر المنثور میں، الذھبی نے سیر اعلام النبلاء میں، ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں۔

سفارشات:

مندرجہ بالا گفتگو سے باخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتبین وحی میں ایک ممتاز مقام حاصل تھا اور مضمون ھذا میں قرآن کریم کے ان ملفوظات کی جانب بھی مصدقہ نشاندہی کی گئی جو نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے لکھوائے جس طرح سے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہاں ان قرآنی ملفوظات کو جمع کیا گیا اسی طرح باقی ممتاز کاتبین وحی کے بارے میں بھی معلومات جمع کرنے کی ضرورت ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کس کاتب وحی سے کون سے آیات قرآنی خود لکھوائیں۔

مصادر و مراجع:

1۔القرآن

2۔ آلوسی، شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الحسینی (المتوفی1270ھ) روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، ناشر، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الاولی، 1415ھ

3۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبد اللہ، صحیح بخاری، الناشر، دار طوق النجاۃ، 1422ھ

4۔ الحاکم، الامام الحافظ ابوعبد اللہ، النیساپوری (المتوفی405ھ) المستدرک علی الصحیین، الناشر، دار المعرفہ، بیروت، س ن

5۔ ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی الظاہری (المتوفی456ھ) جوامع السیرۃ، ناشر، دار المعارف، مصر، اشاعت 1900، 1901

6۔ ابن حجر العسقلانی، ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر العسقلانی (المتوفی852ھ) الاصابۃ فی تمیز الصحابہ، ناشر، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، طبعۃ الاولیٰ، 1415ھ

7۔ خازن، علاء الدین بن محمد بن ابراہیم بن عمر الشیحی ابوالحسن (المتوفی741ھ) لباب التاویل فی معانی التنزیل، الناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الأولی، 1415ھ

8۔ ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشیر بن شراد بن عمر الازدی الس سجستانی (المتوفی275ھ) سنن ابی داؤد، ناشر، المکتبۃ العصریہ، صمیدا، بیروت، س ن،

9۔ الذہبی، شمس الدین ابوعبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز (المتوفی:748ھ) سیر اعلام النبلاء، ناشر، مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الثانیہ، 1405ھ، 1985ء

10۔ الذہبی، شمس الدین ابوعبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز (المتوفی:748ھ) سیر اعلام النبلاء، ناشر مکتبۃ الوحیدیۃ، پشاور، پاکستان

11۔ الزرکشی، ابوعبد اللہ بدر الدین محمد بن عبد اللہ بن بھادر (المتوفی794ھ) البرھان فی علوم القرآن، ناشر، دار احیاء الکتب العربیہ عیسی البابی الحلبیی وشرکائہ، الطبعۃ الاولی، 1376ھ، 1957ء

12۔ السیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، جلال الدین (المتوفی911ھ) الدر المنثور، ناشر، دار الفکر، بیروت، س ن

13۔ طبری، محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الآملی، ابوجعفر (المتوفی310ھ) جامع البیان فی تاویل القرآن، ناشر، موسسۃ الرسالۃ، الطبعتہ الاولی، 1420ھ 2000ء

14۔، علاء الدین بن محمد بن ابراحیم بن عمر الشیحی ابوالحسن (المتوفی741ھ) لباب التاویل فی معانی التنزیل

15۔عبدالبر،ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم التمری القرطبی(المتوفی463ھ)الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب،ناشر،دارالخلیل،بیروت،طبعۃالاولیٰ،1412ھ

16۔عبدالعزیزبن احمد بن الحاد القرشی الفریھاری الملتانی،ابوعبدالرحمان(المتوفی1239ھ)الناھیۃ عن طعن امیرالمؤمنین معاویہ،ناشر،عراس للنشر والتوزیع،الکویت،الطبعۃ الاولی،1422ھ

17۔ابن عساکر،ابوالقاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ (المتوفی 571ھ) تاریخ دمشق،ناشر دارالفکر،اشاعت،1415ھ،1995ء

18۔ابوالفدا،اسماعیل بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی(المتوفی774ھ) تفسیر القرآن العظیم،الناشر،دار طیبۃ للنشر والتوزیع،طبعۃ 1420ھ،1999ء

19۔ القرطبی، شمس الدین،ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح الانصاری الخزرجی(671ھ)تفسیر القرطبی،ناشر،دارالکتب المصریۃ،الطبعۃ،الثانیۃ،1384ھ،1964ء

20۔ابن کثیر،ابوالفداء اسماعیل،بن عمر بن کثیر الدمشقی (المتوفی774ھ) البدایۃ والنھایۃ،ناشر،داراحیاء التراث العربی،طبعۃ الاولیٰ،1408ھ

21۔الھندی،علاء الدین علی بن حسام الدین بن قاضی خان القادری الشاذلی(المتوفی975ھ)کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال،ناشر،مؤسسۃالرسالۃ،الطبعۃالخامسۃ،1401ھ،1981ء

22-William muir, the life of Muhammad &history of islam,publisher,smith,elder&co65,cornhill,London,1885